مسائل واحکام عشرہ ذی الحجہ

(از جناب مولانا ابو الطیب محمد عبد الصمد صاحب بہاولپوری)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ" ما من ایام العمل الصالح فیھن احب الی اللہ من ھذہ الایام العشر فقالوا ولا الجہاد فی سبیل اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا الجہاد فی سبیل اللہ الا رجل خرج بنفسہ ومالہ فلم یرجع من ذالک بشیء (بخاری - ابوداود - ترمذی - ابن ماجہ ترغیب ترہیب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی دن جس میں نیک کام کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہو عشرہ ذی الحجہ کے دنوں سے (یعنی ان دس دنوں میں نیک عمل کرنیکی بڑی فضیلت اور بڑا درجہ اور ثواب ہے) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی زیادہ پیارا ہے - فرمایا جہاد فی سبیل اللہ سے بھی زیادہ پیارا ہے - مگر جو شخص جان ومال لیکر جہاد میں نکلا اور اس میں سے کوئی چیز لیکر واپس نہ آیا سب کچھ جہاد میں خرچ کردیا تو اسکے مرتبہ ودرجے سے زیادہ نہیں ہے -

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے ما من ایام اعظم عند اللہ سبحانہ ولا احب الی اللہ العمل فیھن من ھذہ الایام العشر فاکثروا فیھن من التسبیح والتحمید والتہلیل والتکبیر (ترغیب وترہیب) یعنی کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں نیک عمل زیادہ بزرگ اور زیادہ محبوب ہو اللہ کے نزدیک ذی الحجہ کے ان دنوں سے پس تم ان دنوں میں کثرت سے سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ اللہ اکبر کہا کرو -

ان ایام عشرہ کی فضیلت میں اور احادیث بھی وارد ہوئی ہیں - پس ان ایام کو غنیمت ورحمت خداوندی سمجھ کر ان میں ہر قسم کی نیکی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے - اور ان کو کھیل تماشے لغو اور بیہودہ کام جوا بازی پتنگ بازی شطرنج گنجفہ تھیٹر وسینما وغیرہ میں نہیں گنوانا چاہئے - جنسے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور جو تعلیم وارشاد نبوی کے مطابق ہوں -

عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنے سے دو سال کے یعنی سال گذشتہ اور سال آئندہ کے گناہ معاف ہوتے ہیں - صوم یوم عرفۃ یکفر سنتین ماضیۃ ومستقبلۃ" (مسلم ابوداود)

ہاں حج کرنیوالوں کو جو اس دن عرفات میں وقوف کرتے ہیں انکو اسدن روزہ رکھنا منع ہے۔ لہذا عرفات میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے

اور نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک ہر نماز فرض کے بعد تکبیر باواز بلند کہنا چاہئے علاوہ فرض نماز کے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اور اوقات میں بھی تکبیر کہنی چاہئے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ یوں بھی آیا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کبیرا عید کے نماز کے لئے جانیسے پہلے غسل کرنا اچھے سے اچھے کپڑے پہننا مسواک کرنا۔ خوشبو لگانا مسنون ہے۔

قربانی کی فضیلت ۔ اللہ تعالٰی کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کیلئے انسان اپنے مال اور اپنی جان کو خدا کے نام پر دیدے تو بھی خدا کی بندگی اور عبادت کا حق کما حقہ نہیں ادا ہو سکتا۔ لیکن اللہ تعالٰی نے اپنے فضل سے قربانی کو مشروع کرکے امت محمدیہ کے مخلصین اور سنت کے عاملین پر کمال احسان و انعام فرمایا ہے۔ قربانی کی مشروعیت ہمکو خدا کی راہ میں اور خدا کے واسطے اپنی گردن کٹانے اور خون بہانے کا سبق دیتی ہے کہ انسان کی طاقت وقدرت میں اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ اپنی جان کو اپنے مالک اپنے خالق اپنے معبود مولی ناصر ومحسن کیلئے قربان کردے اور اپنے کو اس کے نام پر فدا کرکے زندگانی جاوید کا مژدہ جانفزا حاصل کرے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اپنے کو خدائے ذوالجلال کے نام پر فدا کرکے رضائے مولی کے ساتھ بے شمار انعامات واحسانات الٰہی کی سعادت سے مشرف ہوئے اور دنیا میں ثنا ومدح نیکنامی وسرفرازی کے مستحق ہوئے جو انسان کی اعلیٰ درجہ کی سعادت اور انتہائی نیک بختی ہے اسی بزرگ رسول نے یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کو خون بہانے اور قربانی کی سنت جاری کی اور جب تک اہل اسلام صفحہ دنیا پر موجود رہیں گے یہ سنت بھی جاری رہیگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عید الضحیٰ کے دن کوئی عمل انسان کا اللہ تعالٰی کے نزدیک قربانی سے زیادہ پیارا نہیں ہے اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگ بال کھر سمیت لایا جائیگا۔ یعنی قربانی کرنے والے کے اعمال خیر کے ساتھ وزن کیا جائیگا۔ تاکہ اس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائے۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پیشتر اللہ تعالٰی کے نزدیک قبولیت کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے۔ پس بہت خوشی سے قربانی کرنا چاہیئے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ) قربانی کے جانور کے ہر بال کے عوض اللہ تعالٰی ایک ایک نیکی عنا

فرماتا ہے اور اُن کے عوض بھی اتنی ہی نیکی ملتی ہیں۔

قربانی کے وجوب وعدم وجوب میں آئمہ کا اختلاف ہے لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ ضحیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضحی المسلمون (ترمذی ابن ماجہ) یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی اور مسلمانوں نے قربانی کی۔ یعنی قربانی کرنا سنت ہے وجوب کسی نص صحیح سے ثابت نہیں ہے۔ قربانی کیلئے نصاب کی بھی کوئی قید وشرط نہیں ہے۔ بلکہ ہر وہ شخص جو قربانی کا جانور اپنے روپیہ سے خرید سکتا ہو وہ قربانی کرے بعض آئمہ مقتدمین تو قربانی کے اجر وثواب اور فضیلت کو دیکھ کر قرض لیکر قربانی کرتے تھے۔ الغرض قربانی کرنے میں بخل اور تنگدلی نہیں کرنا چاہئے بلکہ فراخدلی اور بلند حوصلگی سے قربانی کرنا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص قربانی کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اور باوجود اسکے قربانی نکرے تو وہ ہماری عیدگاہ میں بھی نہ آئے۔ (حاکم۔ ابن ماجہ)

اس روایت سے قربانی کی تاکید واہمیت ثابت ہوئی پس رنج ونوبت کا خیال نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے قربانی کرڈالے گے

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وانعام سے غرباکو بھی محروم نہیں کیا۔ بلکہ انھیں بھی اجر وثواب کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا دخل العشرۃ وارادبعضکم ان یضحی فلا یمس من شعرہ وبشرہ شیئا وفی روایۃ فلا یاخذن شعرا ولا یقلمن ظفرا (ابوداؤد) یعنی ذی الحجہ کا مہینہ آجائے اور کوئی شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ دسویں تاریخ تک اپنے بال کٹوائے اور ناخن وغیرہ ترشوائے اور نماز عید پڑھ کر بال ترشوائے اور ناخن اور موئے زیر ناف لے تو اللہ تعالیٰ اسکو قربانی کا پورا پورا ثواب عنایت فرمائیگا۔

قربانی کا جانور بعض لوگ قربانی تو کرتے ہیں مگر جانور کی عمر اور اسکی فربہی اور عمدگی کا بالکل لحاظ نہیں کرتے سستا اور کم قیمت جانور ڈھونڈھتے ہیں خواہ وہ دبلا ہی کیوں نہ ہو۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ جانور موٹا تازہ اور فربہ ہونا چاہئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم فرمایا کہ جو ہم قربانی کے جانور کی آنکھ کان وغیرہ اچھی طرح غور کرکے دیکھ لیا کریں۔ ایسے جانور کی قربانی نہ کریں جس کا کان کٹا ہوا آگے سے یا پیچھے سے اور کان چرے ہوئے سوراخ دار کان والے اور سینگ ٹوٹے

ٹوٹے ہوئے اور بہت بوڑھے جانور کی بھی قربانی نہ کریں۔ اسی طرح قربانی کا جانور لنگڑا
اور بہت مریض اور کانا اور نہایت ہی دبلا جائز نہیں۔ اور قربانی کا جانور دانتا ہوا ہونا
چاہیے۔ اَدَنت کی قربانی درست نہیں۔ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم
فتذبحوا جذعۃ من الضان یعنی قربانی نہ کرو مگر مسنہ کی لیکن اگر مسنہ (دنتا ہوا)
نہ ہو تو بھیڑ کا جزعہ ذبح کرو۔ ایک روایت میں ثنیہ کا لفظ وارد ہوا ہے اسکی پوری تحقیق
رسالہ "تحقیق السنہ" مصنفہ مولانا عبدالجلیل صاحب سامرودی میں ملاحظہ کرنا چاہیے
آپ نے فرمایا کہ قربانی کے جانوروں کو (کھلا پلا کر) خوب موٹا کرو کیونکہ یہ تمہارے واسطے
پل صراط پر سواریاں ہونگے۔ تلخیص الحبیر) ایک گائے میں سات آدمی اور ایک اونٹ
میں دس آدمی شریک ہوسکتے ہیں (نسائی) ایک بکرا یا بھیڑ ایک گھر کی طرف سے
کافی ہے اگرچہ ان کی تعداد زیادہ ہو۔ (ابوداود) قربانی کا گوشت خود بھی کھائے
اور دوست کنبے قبیلے قرابت مندوں اور محتاج اور فقرا کو بھی کھلائے اور چاہے تو ذخیرہ
بھی جمع کرے " یوم النحر یعنی دسویں تاریخ تو قربانی کا خاص دن ہے اور اس دن میں تمام
دنوں سے افضل ہے۔ اس کے علاوہ گیارھویں بارھویں اور تیرھویں کو بھی قربانی کرنا درست
ہے۔ (زاد المعاد موطا امام مالک وغیرہ) اگر قربانی کا جانور صحیح و سالم لیا گیا ہو پھر اگر
اس میں کوئی عیب یا کوئی نقصان عارضی پیدا ہو جائے تو اسکی قربانی میں کوئی مضائقہ اور
کراہت نہیں۔ حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ " اشتریت کبشا اضحی بہ فعدا
الذئب فاخذ الالیۃ قال فسألت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال ضح بہ (احمد) میں نے
قربانی کے واسطے ایک مینڈھا خرید کر رکھا تھا۔ پس اسکو بھیڑیے نے پکڑ لیا اور اس کی ایک ٹانگ
توڑ کر لے گیا پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا (کہ اسکی قربانی درست ہوگی یا نہیں ؟)
تو آپ نے فرمایا کہ تم اسکی قربانی کر لینا۔

ذبح قربانی کا طریقہ جانور کو تیار رو بقبلہ لٹا کر یہ دعا پڑھے۔ انی وجہت وجھی للذی
فطر السموات والارض علی ملۃ ابراھیم حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی
ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا من
المسلمین اللھم منک ولک پھر بسم اللہ واللہ اکبر پڑھکر ذبح کرے پھر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ لفظ فلاں کی جگہ جس کی طرف سے قربانی کرے اس کا نام لے۔ ذبح کرنے میں پھرتی کرنی چاہئے چھری کو خوب تیز کر لینا چاہئے۔

مُردوں کو ثواب پہونچانا ان کی طرف سے صدقہ خیرات کے ذریعہ ہو سکتا ہے یہ موقعہ یاد رہا تھا۔ آتا ہے ایسی اصحاب توفیق کو اپنے مردوں کا بھی خیال کرنا چاہئے اور ان کی طرف سے بھی قربانی کریں تو ایسی قربانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ آپ نے حضرت علی کو وصیت کی تھی کہ میری طرف سے قربانی کیا کرنا حضرت علی نے اس وصیت کو پورا کیا اور آپکی وفات کے بعد آپکی طرف سے قربانی کرتے رہے۔

میت کی طرف سے جو قربانی کی جائے اس کے گوشت کا بھی وہی حکم ہے جو زندہ کی طرف سے قربانی کا ہے۔ لیکن بعض علماء نے فتوے دیا ہے کہ کل صدقہ کر دینا چاہئے۔

نماز عید کے بعد قربانی کرنا چاہئے اگر کسی نے نماز سے پہلے ہی ذبح کر دیا تو اسکی قربانی ادا نہ ہوگی بلکہ اس کا شمار گوشت کھانے کیلئے ذبح کرنے میں ہوگا۔ عید اضحی کے دن بغیر کچھ کھائے ہے عیدگاہ میں جائے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد ذبح کرنے اور پہلے اسی قربانی کے گوشت سے کچھ تناول کرے یہی مسنون ہے۔

قربانی کی کھال قربانی کی کھال کو بیچ کر اس کی قیمت کو اپنے کام میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر ایسا کرے گا تو اسکی قربانی مقبول نہ ہوگی۔ قصاب وسقہ وغیرہ کی اجرت میں دینا بھی جائز نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سال سو اونٹ قربانی میں ذبح فرمایا تھا انکی کھال اور جھول وغیرہ حضرت علی سے غربا پر تقسیم کرایا۔ حاکم کی روایت میں ہے من باع جلد اضحیتہ فلا اضحیۃ لہ (ترغیب ترہیب)

یہ مسائل اضحیہ اختصار کے ساتھ بیان کئے گئے۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حج کے متعلق بھی کچھ عرض کیا جائے پس بغور ملاحظہ فرمائیے۔

فضیلت حج اللہ تعالےٰ نے فرمایا ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعلمین فیہ ایات بینٰت مقام ابراھیم ومن دخلہ کان امنا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ ومن کفر فان اللہ غنی عن العلمین" سب سے پہلا گھر جو لوگوں کیلئے معین کیا گیا ہے وہ شہر مکہ میں ہے۔ برکت والا ہے اور سارے جہان کیواسطے ہدایت ہے اس گھر میں (صداقت اسلام کی) کئی نشانیاں ہیں یعنی مقام ابراہیم ہے اور جو کوئی اس میں داخل ہوا وہ بے خوف وخطر ہو گیا۔ اور لوگوں پر یعنی ان مسلمان پر اس خانہ کا حج کرنا فرض ہے جو وہاں تک

پہونچنے کی طاقت رکھتا ہو (یعنی جس کو تندرستی ہو اور راستہ کا خرچ میسر ہو۔ اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ تمام جہان سے بے نیاز ہے۔" اس آیت سے ظاہر ہوا کہ ہر اس مسلمان پر فرض ہے جسکو وہاں تک پہونچنے کا سامان میسر ہو اگر کوئی مقدور ہوتے ہوئے بھی حج نہ کرے تو وہ مسلمان نہیں۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من ملک زادا وراحلۃ تبلغہ الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیہ ان یموت یھودیا او نصرانیا "یعنی جو شخص زاد راہ اور سواری وغیرہ کا سامان اسقدر میسر ہو کہ وہ بیت اللہ تک پہونچ سکے پھر بھی وہ حج کو نہیں گیا تو اسکو اختیار ہے کہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔" آیت مذکورہ بالا اور حدیث مرقوم میں قدرت کے باوجود حج نہ کرنے پر سخت وعید ہے۔ اور صاف دلالت کرتی ہیں کہ قدرت ہوتے ہوئے حج نہ کرنا دین اسلام سے باہر ہونا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ کون عمل افضل ہے آپ نے فرمایا اللہ اور رسول پر ایمان لانا عرض کیا گیا پھر کون، فرمایا جہاد فی سبیل اللہ عرض کیا گیا پھر کون، فرمایا حج مبرور (مقبول) (بخاری مسلم) جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ حج مبرور کھانا کھلانا ہے۔ اور عمدہ کلام کرنا۔ انہی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع من ذنوبہ کیوم ولدتہ (بخاری مسلم) جو شخص حج کرے اور لغو اور فسق سے بچا رہے وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن وہ پیدا ہوا ایک روایت بایں الفاظ وارد ہوئی العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینھما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ (مالک بخاری مسلم ترمذی نسائی وغیرہ) ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کا بدلہ بجز جنت کے اور کچھ نہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعًا روایت ہے تابعوا بین الحج والعمرۃ فانھما ینفیان الفقر والذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید والذھب والفضۃ ولیس للحجۃ المبرورۃ ثواب الا الجنۃ (ترمذی ابن خزیمہ ابن حبان) یعنی عمرہ اور حج یکے بعد دیگرے کیا کرو کیونکہ یہ دونوں محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح لوہار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو دور کرتی ہے۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا من خرج حاجا فمات کتب لہ اجر الحاج الی یوم القیامۃ ومن خرج معتمرا فمات کتب لہ اجر المعتمر الی یوم القیامۃ ومن خرج غازیا فمات کتب لہ اجر الغازی الی یوم القیامۃ (ابو یعلی ترغیب ترہیب) جو شخص حج کے واسطے نکلا پھر راستہ میں مر گیا تو اسکے

ہر سال عمرہ کا ثواب لکھا جائیگا قیامت تک اور جو شخص عمرہ کیلئے نکلا اور (راستہ میں) مرگیا تو اس کے واسطے ہر سال عمرہ کا ثواب ثواب لکھا جائیگا قیامت تک اور جو کوئی جہاد کیلئے نکلا اور راستہ میں مرگیا تو اسکے واسطے ہر سال عمرہ کا ثواب لکھا جائیگا تا قیامت" اور عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا مَنْ خَرَجَ فِي هٰذَا الْوَجْهِ الْحَجِّ اَوْ عُمْرَةٍ فَمَاتَ فيه لم يعرض ولم يحاسب وقيل له ادخل الجنة (ترغیب ترہیب) جو شخص حج یا عمرہ کے لئے نکلا اور راستہ میں مرگیا تو قیامت کے دن نہ اسکے گناہ پیش کئے جائیں گے اور نہ اس سے حساب لیا جائیگا۔ اور اس سے کہا جائیگا کہ جنت میں داخل ہوجا"

علاوہ ازیں حج کی فضیلت میں آیات و احادیث وارد ہیں۔ اور حج کا بڑا درجہ ہے مگر افسوس کہ بہتیرے مسلمان ایسے ہیں جو دنیا بھر کی سیاحت کرتے ہیں ڈگریاں حاصل کرنے کیلئے یورپ اور ولایت کا سفر بڑے شوق اور اہتمام سے کرتے ہیں اور بے تامل و بے دریغ روپے خرچ کرتے ہیں لیکن حج نہیں کرتے اور خدا کے نزدیک گنہگار اور مجرم ہوکر دنیا سے کوچ کرجاتے ہیں۔

اللہ تعالے مسلمانوں کو اپنے مبارک اور باامن و باحرمت گھر کے حج کی توفیق اور شوق عطا فرمائے۔ آمین۔

فتاوے

سوال - ابوداود کتاب الزکوۃ میں صدقہ ابوطلحہ صحابی کا اپنے اقربا پر ارض اریحا یا بیرحا کا مذکور ہے۔ اس میں نسب نامہ ابوطلحہ صحابی اور ابی ابن کعب صحابی کا ذکر کیا ہے ذکر کیا ہے اس پر صاحب عون المعبود نے مسالحہ کا دعوی کیا ہے۔ پھر اس پر صاحب بذل المجہود نے تعاقب کیا ہے اور لکھا ہے ولیس فیہ مشاہمہ مسامحہ کما ادعاہ صاحب العون میرے خیال میں صاحب البذل کی خود ساخت ہے بلکہ غلطی ہے وہ عبارت احبارکو اور مقصد صاحب العون کو نہیں سمجھے اور بقول اُن کے جب زیادتی عمرو بن مالکؓ کی بعد زید مناۃ کے ناسخ کی غلطی ہے تب عمرو بن مالک" اب تابع کیسے ہوسکتا ہے اور اگر یہ لکھا کہ عمرو بن مالک الاول لاالحیمعان فیہ قطعاً پر کیا دلیل ہے

عبدالحی - از کھنڈیلہ - جے پور۔